لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

قرآن وسنّت کی روشنی میں

اسلامی عقائد

(اہلِ سنّت والجماعت کے مطابق)

مؤلفین

محمد اسلم گِل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمنؔ
صدر: اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی

ناشر

اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)
ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان
www.star.edu.pk

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا

فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی

ترجمہ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہے پاکیزہ
اور برکت والی ہے، جیسی ہمارا ربّ چاہتا اور پسند کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے
پس تو محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو تیری شان کے مناسب ہے
اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے
بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت طلب کی جائے

فہرست

❁❁❁

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

1. تاثرات
2. تاثرات
3. تاثرات
4. تمہید
5. امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی
6. اسلامی عقائد

❁ عقیدہ سے کیا مراد ہے؟

❁ علم عقائد کی اصطلاحی تعریف

عقیدہ نمبر 1: اللہ پر ایمان

عقیدہ نمبر 2: اللہ تعالیٰ شانہٗ بے مثل ہے

عقیدہ نمبر 3: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قادر مطلق ہے

عقیدہ نمبر 4: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حقیقی معبود ہے

عقیدہ نمبر 5: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء

عقیدہ نمبر 6: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ لافانی ذات ہے

عقیدہ نمبر 7: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارادہ

عقیدہ نمبر 8: عقل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی

عقیدہ نمبر 9: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کے مشابہ نہیں ہے

عقیدہ نمبر 10: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ موت اور نیند سے پاک ہے

عقیدہ نمبر **11**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خالق ورازق ہے

عقیدہ نمبر **12**: زندگی اور موت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

عقیدہ نمبر **13**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا وجود ازلی اور ابدی ہے

عقیدہ نمبر **14**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خالق اور باری ہے

عقیدہ نمبر **15**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حقیقی پالنہار ہے

عقیدہ نمبر **16**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفت احیاء ہمیشہ سے ہے

عقیدہ نمبر **17**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفات ازلی ہونے کے دلائل

عقیدہ نمبر **18**: مخلوق کو اپنے علم سے پیدا فرمایا

عقیدہ نمبر **19**: تقدیر کا مقرر ہونا

عقیدہ نمبر **20**: مخلوق کے لئے اجل مقرر فرمادی

عقیدہ نمبر **21**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ علیم وخبیر ہے

عقیدہ نمبر **22**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت بہت ضروری ہے

عقیدہ نمبر **23**: تقدیر اور مشیتِ الٰہی کا بیان

عقیدہ نمبر **24**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور عدل

عقیدہ نمبر **25**: ابتلاء اور آزمائش کا ضابطہ

عقیدہ نمبر **26**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمسروں اور شرکاء سے بلند وبالا

عقیدہ نمبر **27**: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں

عقیدہ نمبر **28**: ہر چیز منجانب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہوتی ہے

عقیدہ نمبر **29**: رسول اللہ ﷺ پر ایمان

عقیدہ نمبر **30**: عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ نمبر **31**: آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی ہے

عقیدہ نمبر **32**: آپ ﷺ کی بعثت عمومی ہے

عقیدہ نمبر 33: قرآن مجید پر ایمان

عقیدہ نمبر 34: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی وصف میں بشر کے مشابہ نہیں

عقیدہ نمبر 35: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار

عقیدہ نمبر 36: شکوک وشبہات سے اجتناب لازم ہے

عقیدہ نمبر 37: دیدارِ الٰہی کے مستحق

عقیدہ نمبر 38: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے

عقیدہ نمبر 39: اسراء ومعراج پر ایمان

عقیدہ نمبر 40: حوضِ کوثر پر ایمان

عقیدہ نمبر 41: حضور اقدس ﷺ کی شفاعت

عقیدہ نمبر 42: میثاق پر ایمان

عقیدہ نمبر 43: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو مخلوق کے جنتی اور جہنمی ہونے کا علم

عقیدہ نمبر 44: اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے

عقیدہ نمبر 45: مسئلہ تقدیر پر ایمان

عقیدہ نمبر 46: علم غیب کا دعویٰ کفر ہے

عقیدہ نمبر 47: لوحِ محفوظ اور قلم پر ایمان

عقیدہ نمبر 48: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا علم کامل ہے

عقیدہ نمبر 49: عرش اور کرسی پر ایمان

عقیدہ نمبر 50: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عرش کا محتاج نہیں

عقیدہ نمبر 51: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے

عقیدہ نمبر 52: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا

عقیدہ نمبر 53: اُصول ایمان کا بیان

عقیدہ نمبر 54: اہل قبلہ کے مسلمان ہونے کا مطلب

عقیدہ نمبر 55: دین کے بارے میں جھگڑنے کی ممانعت
عقیدہ نمبر 56: قرآن مجید کلام اللہ اور غیر مخلوق ہے
عقیدہ نمبر 57: کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہے
عقیدہ نمبر 58: کبائر گناہ کے مضر اثرات
عقیدہ نمبر 59: جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم آخرت میں ہوگا
عقیدہ نمبر 60: بے خوفی اور نا اُمیدی کفر ہے
عقیدہ نمبر 61: ایمان سے خارج ہونا
عقیدہ نمبر 62: ایمان کے بارے میں تفصیلات
عقیدہ نمبر 63: حضور اقدس ﷺ کا قول و فعل حجت ہے
عقیدہ نمبر 64: اہل ایمان میں کوئی فرق نہیں
عقیدہ نمبر 65: اولیاء اللہ کا مقام
عقیدہ نمبر 66: جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے
عقیدہ نمبر 67: رسولوں میں تفریق جائز نہیں
عقیدہ نمبر 68: اہل کبائر جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے
عقیدہ نمبر 69: فاسق اور فرجر کی اقتداء میں نماز
عقیدہ نمبر 70: کسی مسلمان کا جنتی یا جہنمی ہونا
عقیدہ نمبر 71: ناحق خون بہانا حرام ہے
عقیدہ نمبر 72: مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے
عقیدہ نمبر 73: اختلاف اور فرقہ واریت سے اجتناب کرنا
عقیدہ نمبر 74: اولیاء اللہ سے محبت کرنا
عقیدہ نمبر 75: متشابہات کے علم کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کرنا
عقیدہ نمبر 76: موزوں پر مسح کرجائز ہونا

عقیدہ نمبر 77: حج وجہاد فاسق کی قیامت میں ادا ہو سکتا ہے

عقیدہ نمبر 78: کراماً کاتبین پر ایمان

عقیدہ نمبر 79: ملک الموت علیہ السلام کی ذمہ داری

عقیدہ نمبر 80: عذابِ قبر کا عقیدہ برحق ہے

عقیدہ نمبر 81: قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا

عقیدہ نمبر 82: موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان

عقیدہ نمبر 83: جنت اور جہنم موجود ہے

عقیدہ نمبر 84: خیر وشر کا فیصلہ ہو چکا ہے

عقیدہ نمبر 85: توفیقِ الٰہی اور عمل انسانی لازم وملزوم ہیں

عقیدہ نمبر 86: بندوں کے افعال مخلوق ہیں

عقیدہ نمبر 87: طاقت سے زیادہ کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مکلف نہیں بناتے

عقیدہ نمبر 88: ہر کام مشیتِ الٰہی سے ہوتا ہے

عقیدہ نمبر 89: ایصال ثواب برحق ہے

عقیدہ نمبر 90: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مجیب الدعوات ہے

عقیدہ نمبر 91: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کائنات کا حقیقی مالک ہے

عقیدہ نمبر 92: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غضب ورضا کا ذکر

عقیدہ نمبر 93: صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت ایمان کا تقاضا ہے

عقیدہ نمبر 94: مسئلہ خلافت

عقیدہ نمبر 95: عشرہ مبشرہ کا جنتی ہونا

عقیدہ نمبر 96: صحابہ کرامؓ کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا

عقیدہ نمبر 97: علماء وصلحاء کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا

عقیدہ نمبر 98: کوئی ولی نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا

عقیدہ نمبر 99: کراماتِ اولیاء اللہ

عقیدہ نمبر 100: علاماتِ قیامت پر ایمان

عقیدہ نمبر 101: کاہن اور نجومیوں کے پاس جانا کفر ہے

عقیدہ نمبر 102: فرقہ واریت کی مذمت

عقیدہ نمبر 103: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک مقبول دین اسلام ہے

عقیدہ نمبر 104: دین اسلام معتدل دین ہے

عقیدہ نمبر 105: اہم اہل سنّت والجماعت ہیں

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

تاثرات 1

تاثرات 2

تاثرات 3

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمھید

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور قیامت تک دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل و اولاد پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

اللہ ﷻ جو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہ اکیلا ساری مخلوقات کا حقیقی ربّ ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو "اشرف المخلوقات" بنایا، تاکہ یہ اپنے ربّ کی معرفت حاصل کرے اور مرتے دَم تک اپنے ربّ کی بندگی میں لگا رہے، چنانچہ بندے کا کام بندگی ہے، بغیر ایمان کے بندگی قبول ہی نہیں ہوتی اور اصل بندگی ایمان کا دُرست کرنا ہے۔ اِس وجہ سے ایمان کا سیکھنا فرض عین ہے۔

الحمدللہ! اسلامی عقائد میں یہ بات قطعی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں دین ایک ہی ہے اور وہ "اسلام" ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ﴾

(آلِ عمران: ۱۹)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ (مقبول) دین اسلام ہے"۔

سورہ آلِ عمران میں ہی اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہے:

﴿ وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴾

(آلِ عمران: ۸۵)

ترجمہ: "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا، وہ اِس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا"۔

الحمدللہ! دین اسلام میں عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت اپنی مستقل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اعمال و اخلاق میں تو کہیں کہیں وسعت کی راہیں بھی کھلی ہیں، لیکن عقائد میں صحیح بات صرف ایک ہی ہوتی ہے، اس میں دو آراء نہیں ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ دونوں طرف کے متوازی عقائد درست تسلیم کر لئے جائیں۔ عقائد کے اختلاف کو ''اُصولی اختلاف'' کہا جاتا ہے اور اعمال کے اختلاف کو ''فروعی اختلاف'' کہتے ہیں۔

بدقسمتی سے آج اُمتِ مسلمہ کی توانائیاں آپس کے بحث مباحثوں اور لڑائی جھگڑوں میں صرف ہو رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے کو حق پر سمجھتا ہے اور اپنی اپنی بات منوانے کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ اِن بحث مباحثوں میں، جو علوم شرعیہ سے پوری طرح واقف نہیں ہوتا، وہ حدودِ شرعیہ کی رعایت کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز غلط اور ناحق ہوتی ہے مگر اسے حق ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ اِن بحث مباحثوں میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی عیب جوئی کرتے ہیں اور اُن پر زبان طعن دراز کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جذبہ عمل سے محروم ہو جاتے ہیں اور اِن میں ''قبول حق'' کی استعداد بھی کم ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات بعض بحث مباحثے لڑائی جھگڑے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ

(مسندِ احمد)

ترجمہ: ''جو قوم ہدایت سے ہٹ کر گمراہ ہو جاتی ہے اُسے جھگڑا دے دیا جاتا ہے''۔

ہمیں یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم اُس برگزیدہ ہستی کے اُمتی ہیں جس کی مبارک محنت سے اوس و خزرج جیسے دیرینہ دُشمن اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے آپس میں یک جان دو قالب ہو گئے تھے، وہ درس جو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ہمیں دیا، دُنیا میں ہماری سرفرازی اور آخرت میں نجات کی واحد ضمانت ہے۔

حق کیا ہے..... اور سچ کیا ہے؟ اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا قرآن اور سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کا فرمان حق اور سچ ہے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی فرمایا کہ میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں، اگر تم نے اِس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز ''**کتاب اللہ اور میری سُنت**'' ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ جماعت، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے آپ ﷺ سے دین سیکھا اور اسے امت مسلمہ تک پہنچانے کا حق ادا فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں،

جس کا بھی اتباع کروگے، ہدایت پا جاؤ گے‘‘۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

’’میری اُمّت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا، باقی تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! یارسول اللہ (ﷺ) جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا! مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ

جس میں مَیں اور میرے صحابہؓ ہوں گے‘‘۔

(ترمذی شریف)

الحمدللہ! یہ کامیاب فرقہ ’’اہل السنّت والجماعت‘‘ ہے، جس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن حکیم اور حضور اقدس ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریق پر مضبوطی سے قائم ہوں، جو تنازع اور اختلاف کے وقت اللہ جل شانہٗ اور حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اِن پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے، جو تمام اسلامی عقائد کو، اُن کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ خلفاءِ راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس ﷺ کا علی الترتیب جانشین مانتے ہیں اور اُن کے دور کو خلافتِ راشدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن و سنت کے علاوہ اجماع امت کو حجت مانتے ہیں، آئمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید کرتے ہیں۔

(شرح فقہ اکبر، جلد۲، ص۱۲۰)

حضور اقدس ﷺ کے تربیت یافتہ مبارک حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، آپ ﷺ کی برکت سے ایمان میں ایسے پکے اور سچے تھے کہ اُن کے عقائد میں کسی قسم کا خلل یا تزلزل نہ تھا، اُن کے بعد حضرات تابعین کرامؒ کے دور میں منافقین، یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام نے اسلامی عقائد میں رخنہ ڈالنے اور اسلام کے پختہ عقائد میں شک و شبہ پیدا کر کے اِس کی بنیاد کو ہلانے کے لئے انتھک کوشش کی، اس کے لئے یونانی فلسفیوں کے باطل خیالات اور فاسد اوہام کو اسلامی لبادہ پہنا کر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا، جس سے شکوک و شبہات نے جنم لیا،

چونکہ اسلام اللہ جل شانہٗ کا پسندیدہ (مقبول) دین ہے اور قیامت تک کے لئے اس کا وجود برقرار رہنا ہے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حفاظت اسلام کا بندوبست فرمایا اور اُس پاک ربّ کی توفیق سے علماءِ حق میدان میں آئے اور اُنہوں نے قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں باطل خیالات واوہام کی تردید کرکے اسلامی عقائد کو صحیح معنوں میں اُمت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا۔

الحمدللہ!

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقائد اسلام'' کے تحفظ میں پہل کی اور ''فقہ اکبر'' لکھی، عملی فقہ ان کے نزدیک فقہ اصغر رہی۔ آپؒ نے اپنی اس علمی دستاویز کا نام ''فقہ اکبر'' رکھا۔ عقائد ان کے ہاں وقت کا بڑا موضوع تھا۔ حنفی مسلک کے جلیل القدر علماءِ کرام میں سے علامہ امام طحاویؒ (۳۲۱ ہجری) بھی ہیں، جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ عقائد کو ''العقیدۃ الطحاویۃ'' کے نام سے جمع فرمایا۔ یہ مختصر سا ایک رسالہ جو سالہا سال سے پوری دُنیا میں اسلامی درسگاہوں کی زینت اور باقاعدہ داخل نصاب ہے، اسلامی عقائد کی تعلیم کے لئے بہترین رسالہ ہے۔

زیرِنظر کتاب ''**اسلامی عقائد** ''امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''العقیدۃ الطحاویۃ '' کا اُردو ترجمہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ربّ اس سعی کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کتاب کو ساری اُمت مسلمہ کے لئے نافع بنائے، ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب

احمد نام، ابوجعفر کنیت، الازدی، الحجری، المصری، الطحاوی نسبت ہے۔ طحاوی، طحا صعید ملک مصر میں ایک گاؤں ہے، جس کی طرف منسوب ہوکر "طحاوی" کہلائے۔

پیدائش ووفات

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے سن پیدائش میں قدرے اختلاف ہے، **238** ہجری اور **229** ہجری بتایا گیا ہے، مگر مؤرخ ابن خلکان نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ سن وفات کے متعلق جمہور کی رائے **321** ہجری ہے۔ آپؒ کو مصر میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے قریب دفن کیا گیا۔

تحصیل علم

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ علم کی طلب میں مصر آئے اور وہاں اپنے ماموں ابراہیم مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ بعدازاں احمد بن ابی عمران حنفی (جو کہ مصر کے قاضی تھے) سے علم حاصل کیا اور اُن کے علم وفضل سے متاثر ہوکر فقہ حنفی کے متبع ہوگئے۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بالتفصیل نقل کیا ہے کہ محمد بن احمد شروطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاویؒ سے دریافت کیا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو کیوں اختیار کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں (ابراہیم مزنیؒ جو کہ شروع میں شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے) اُنہیں دیکھا کہ وہ ہمیشہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی کتب کو اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے، خود میں نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا۔ فرماتے ہیں کہ ان کتابوں نے مجھے حنفی مذہب کا گرویدہ بنالیا، جس طرح میرے ماموں کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل کردیا تھا۔

امام طحاویؒ کے کمالات کا اعتراف

امت نے جن محدثین کرام کے مجموعوں کو صحاح ستہ کا درجہ دیا ہے، ان کے ہم عصر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی

ہیں، جو علم و تحقیق میں مجددانہ شان رکھتے تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وهو امام مجتهد ومجدد كما قال ابن الاثير الجزرى

اس کا مطلب یہ ہے کہ شرح حدیث اور اس کی بحث و تحقیق کے لحاظ سے اُن کو مجدد کہا گیا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے فضل و کمال کا اعتراف ہر دور کے محدثین و مؤرخین نے کیا ہے، جیسے متقدمین میں طبرانی، ابوبکر خطیب، حمیدی، ابن عساکر وغیرہ اور متاخرین میں ابی الحجاج مزی، حافظ ذہبی، علامہ ابن کثیر وغیرہ ہیں۔ انہیں اعلم الناس بمذہب الامام ابی حنیفہؒ کہا گیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کوفیین کے سیر واخبار وفقہ کے بڑے عالم تو تھے ہی، ساتھ ہی دیگر مذاہب سے بھی واقف تھے۔

ابن حماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے تعارف کروایا ہے:

ابن تعزی نے ''احد الاعلام'' اور ''شیخ الاسلام'' کا خطاب دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فقہ و حدیث و اختلاف علماء و احکام و لغت و نحو وغیرہ علوم میں نظیر نہیں رکھتے تھے اور اُنہوں نے بہترین کتابیں تصنیف کیں۔

تصنیفات

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱) معانی الآثار
(۲) مشکل الآثار
(۳) کتاب احکام القرآن
(۴) مختصر الطحاوی
(۵) نقض کتاب المدلسین
(۶) عقیدہ طحاویہ
(۷) سنن الشافعی
(۸) شرح الجامع الصغیر للامام محمد
(۹) شرح الجامع الکبیر للامام محمد
(۱۰) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ
(۱۱) کتاب التسویہ بین حدثنا واخبرنا۔

اسلامی عقائد

عقیدہ سے کیا مراد ہے؟

''عقیدہ''عقد یا عقدہ سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی ہیں کسی چیز کو گرہ لگانا، یا خوب مضبوطی کے ساتھ باندھنا۔ دین کی اصطلاح میں ''عقیدہ'' سے مراد انسان کے وہ پختہ اور اٹل نظریات ہیں جو اس کے دِل کی گہرائیوں میں انتہائی مضبوطی اور پختگی کے ساتھ رچ بسے ہوئے ہوں اور اسے کسی صورت ان نظریات سے دستبرداری منظور نہ ہو، یعنی جس طرح کسی مضبوط و مستحکم گرہ کو کھولنا انتہائی مشکل یا ناممکن ہے، اسی طرح انسان کے لئے اپنے ان مضبوط و مستحکم خیالات ونظریات کو چھوڑ دینا، یا ان سے دستبردار ہو جانا انتہائی مشکل، یا ناممکن ہو اور وہ اپنے ان خیالات و نظریات کو اپنے دین وایمان کا حصہ تصور کرتا ہو، چنانچہ اسے اپنے مال و دولت اور زمین جائیداد وغیرہ اور دیگر تمام مادی منافع وحقوق سے دستبرداری ومحرومی تو گوارا ہو، مگر ان خیالات ونظریات سے دستبرداری اسے ہرگز اور کسی صورت منظور اور قابل قبول نہ ہو۔

(بحوالہ:شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

الحمدللہ! ایک مسلمان کے لئے جن باتوں کی تصدیق اور ان پر مکمل اور پختہ یقین وایمان رکھنا ضروری ولازمی ہے، وہ سات چیزیں ہیں، جن کو ''شرائطِ ایمان'' بھی کہا جاتا ہے اور ''ایمان مفصل'' بھی کہا جاتا ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: ایمان لایا میں اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اِس پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر۔

علم عقائد کی اصطلاحی تعریف

علم عقائد وہ علم ہے جس سے توحید باری تعالیٰ، نیز اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات کا علم حاصل ہو۔

(بحوالہ: احیاء العلوم،جلد ۱،ص ۱۴)

علمِ عقائد کی دوسری تعریف یہ کی ہے کہ علمِ عقائد وہ علم ہے جس کے ذریعہ حجت وبراہین کے ذریعہ دینی عقائد ثابت کرنے کا اور اس سے شبہات کو دُور کرنے کا ملکہ حاصل ہو۔

(بحوالہ:الطوالع للبیضاوی:۴)

عقیدہ 1

اللہ پر ایمان

میں اس بات کا زبان سے اقرار کرتا ہوں اور صدقِ دل سے تصدیق کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔

تشریح: پہلی چیز جس سے عقیدہ کی ابتداء ہوتی ہے وہ اللہ جل شانہٗ کی ذات و صفات پر ایمان لانا ہے اور اُس کے نازل کردہ تمام احکام کو قبول کرنا ہے، جس طرح ایمانِ مجمل میں ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ م بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ م بِالْقَلْبِ

ترجمہ: ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے تمام احکام قبول کیے، زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔

ایمان باللہ کے مراحل

ایمان باللہ کے دو مرحلے ہیں، جن میں اوّل یہ کہ اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا.....دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اسماء، افعال اور احکام میں کوئی اُس کا شریک نہیں ہے۔

توحید کے تین مراتب

علماءِ کرام نے توحید کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں:

1. توحید بالذات

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایک ہے، اُس کی ذاتِ عالی حقیقی ذات ہے، اُس کے سوا کسی کی ذات حقیقی نہیں ہے۔ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ عالی کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے، اسی طرح توحید ذات کا ادراک بھی ناممکن ہے۔

2. توحید بالصفات

اللہ جل شانہٗ اپنی ہر صفت میں یکتا ہے،کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔اُس کی تمام صفات حقیقی صفات ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی صفات حقیقی نہیں ہیں۔

3. توحید بالافعال

ہر فعل کے بارے میں یہ کامل یقین کرنا کہ ہر چیز کو وجود بخشنے والی صرف اللہ جل شانہٗ کی ذات ہے۔آج تک اس کائنات میں جو کچھ ہوا، وہ اللہ پاک کے چاہنے سے ہوا..... جو ہو رہا ہے، وہ اللہ پاک کے چاہنے سے ہو رہا ہے..... اور آئندہ جو کچھ بھی ہوگا، وہ بھی اللہ پاک کے چاہنے سے ہوگا۔

شرک سے کیا مراد ہے؟

شرک کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات،صفات،اسماء،افعال اور احکام میں کسی غیر کو اللہ تعالیٰ شانہٗ کے برابر قرار دینا ''شرک'' کہلاتا ہے۔

شرک کی اقسام

شرک فی الذات

اللہ جل شانہٗ کی ذات اور اُس کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا،جیسا کہ

- عیسائی تین خدا مانتے ہیں،
- آتش پرست دو خدا مانتے ہیں.....اور
- ہندو اور بتوں کو پوجنے والے بہت سارے خدا مانتے ہیں۔

یہ سب شرک فی الذات ہے۔

شرک فی الصفات

غیر اللہ کو اللہ جل شانہٗ کی الوہیت اور خدائی میں تو شریک نہ ٹھہرایا جائے، البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات خاصہ جو صرف اُسی کے لئے ثابت ہیں،ان میں دوسروں کو شریک کیا جائے۔

اس شرک کی مزید اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

شرک فی العبادات

جو کام اللہ جل شانہٗ نے اپنی تعظیم اور بڑائی کی خاطر اپنے بندوں کے لئے جاری فرمائے ہیں، ان کاموں کو عبادت کہا جاتا ہے: مثلاً نماز پڑھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، حج کرنا، بیت اللہ کا طواف کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ..... جو ایسے کاموں میں غیر اللہ کو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ شریک کرتا ہے، وہ "شرک فی العبادت" کا مرتکب ہے، مثلاً:

- غیر اللہ کو سجدہ کرنا..... یا رکوع کرنا،
- غیر اللہ کے لئے نماز کی طرح قیام کرنا،
- کسی قبر کو سجدہ کرنا،
- کسی نبی، ولی، پیر یا امام کے نام کا روزہ رکھنا،
- کسی کے نام کی قربانی کرنا،
- کسی کے نام کی منّت ماننا،
- کسی کے گھر یا قبر کا طواف کرنا،
- کسی سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرح حاجتیں مانگنا،
- مخلوق کو اللہ جل شانہٗ کی طرح پکارنا۔

یہ سب اعمال "شرک فی العبادت" ہیں۔

شرک فی الحکم

حاکم یعنی حکم دینے والی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، کسی چیز کا حلال ہونا، یا حرام ہونا، اللہ جل شانہٗ کے حلال یا حرام کرنے کی وجہ سے ہے، کوئی شخص اللہ تعالیٰ شانہٗ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے، یعنی غیر اللہ کے حکم کو اللہ تعالیٰ شانہٗ کے حکم کی طرح ماننا "شرک فی الحکم" ہے۔

شرک فی العلم

علم غیب، اللہ جل شانہٗ کی خاص صفت ہے..... علم غیب اُس علم کو کہتے ہیں جو کلی اور ذاتی ہو..... جو علم جزئی یا عطائی ہو، وہ علم غیب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے، وہ "شرک فی العلم" کا مرتکب ہے۔ مثلاً یہ سمجھے کہ فلاں نبی یا فلاں ولی علم غیب جانتے ہیں، یا اُنہیں کائنات کے ذرّے ذرّے

کا علم ہے، یا وہ اپنی زندگی میں یا وفات کے بعد ہمارے تمام حالات سے باخبر ہیں، یا اُنہیں دُور اور نزدیک کی تمام چیزوں کی خبر ہے، یہ شرک فی العلم ہے۔

❁ شرک فی القدرت

اللہ جل شانہٗ کے لئے صفتِ قدرت ثابت ہے کہ وہ ذاتِ عالی قادرِ مطلق ہے، کوئی چیز اُس کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ صفت کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا شرک فی القدرت کہلاتا ہے۔ مثلاً: یہ عقیدہ رکھنا مخلوق میں سے کوئی بیٹا یا بیٹی دے سکتے ہیں، یا کوئی بارش برسا سکتا ہے، یا کوئی روزی دے سکتا ہے، یا روزی میں فراخی پیدا کرسکتا ہے، یا کوئی مرادیں پوری کرسکتا ہے، یا مقدمہ میں کامیاب کرا سکتا ہے، یا کسی کو نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں، یا زندگی وموت کسی کے قبضہ میں ہے۔

❁ شرک فی السمع والبصر

سمع کا معنی سننا اور بصر کا معنی دیکھنا ہیں، اللہ جل شانہٗ کے لئے خاص قسم کا سننا اور خاص قسم کا دیکھنا ثابت ہے، ایسا سننا اور ایسا دیکھنا مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں۔ کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ مخلوق میں سے کوئی ہماری تمام باتوں کو دُور ونزدیک سے سن لیتا ہے، ہمیں یا ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتا ہے، یہ ''شرک فی السمع و البصر'' ہے۔

شرک خفی

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○

(یوسف:۱۰۶)

ترجمہ: ''اور اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہیں''۔

شرک کی بعض اقسام بہت مخفی اور پوشیدہ ہوتی ہیں، خود کرنے والے کو بھی پتہ نہیں چلتا، ایسے شرک کو ''شرکِ خفی'' کہتے ہیں۔ بعض مرتبہ انسان کسی کام کو نیکی سمجھ کر کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ شرک کررہا ہوتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ ایک بیمار کے پاس گئے، اُس کے بازو پر ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھ کر آپؓ نے اُسے توڑ دیا

اور قرآن مجید کی مذکورہ آیت (سورہ یوسف کی آیت ۱۰۶) پڑھی اور فرمایا کہ ایماندار ہوتے ہوئے بھی مشرک بنتے ہو۔

(بحوالہ تفسیر ابن کثیرؒ)

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

''جھاڑ پھونک، ڈورے دھاگے اور جھوٹے تعویذ شرک ہیں''۔ (ابوداؤد)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

(لقمٰن:۱۳)

ترجمہ: بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''

(یعنی شرک کرنا سب سے بڑا گناہ ہے)۔ (صحیح بخاری ومسلم)

شرک کا انجام

شرک کے بارے میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ''شرک بہت بڑا گناہ ہے''۔ مثال کے طور پر ایک خاوند اپنی پیاری بیوی کو یہ کہتا ہے کہ دیکھو، میں تمہارا خاوند ہوں، تمہیں جس چیز کی بھی ضرورت ہو، میں تیری ضرورتوں کا خیال رکھوں گا، لیکن تمہیں اِس بات کی تلقین کرتا ہوں کہ تم نے میرے سوا کسی غیر مرد کو نہیں دیکھنا..... یعنی میرے سوا کسی غیر مرد کے ساتھ ایسے تعلقات استوار نہیں کرنے، جو تعلقات تیرے میرے ساتھ ہیں..... اب اگر خاوند کے سمجھانے کے باوجود اُس کی پیاری اور لاڈلی بیوی کسی نامحرم کے ساتھ ناجائز تعلقات جوڑے اور اپنی ضرورتیں پوری کروائے..... تو کیا اُس کا خاوند اپنی اِس پیاری اور لاڈلی بیوی سے خوش ہوگا؟..... ہرگز نہیں..... کیونکہ کوئی غیرت مند خاوند اپنی بیوی کو کسی غیر مرد سے ضرورتیں پوری کرواتے نہیں دیکھ سکتا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ.....سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

اللہ ﷻ تو سب سے زیادہ غیرت مند ہے..... وہ ربّ العالمین ہر قسم کے عیب اور شرک سے پاک ہے..... اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کی زمین، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کے آسمان، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کا سورج، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کا چاند، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کے ستارے، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کے سمندر، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کے دریا، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کے پہاڑ، اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ کی ہو..... وہی وحدہٗ لاشریک ربّ سب کا حقیقی خالق، وہی وحدہٗ لاشریک ربّ سب کا حقیقی مالک، وہی وحدہٗ لاشریک ربّ سب کا حقیقی رازق، وہی وحدہٗ لاشریک ربّ سب کا حقیقی معبود..... وہی وحدہٗ لاشریک ربّ ہمیں کھانے کو دے، وہی وحدہٗ لاشریک ربّ ہمیں پینے کو دے ..... اُسی وحدہٗ لاشریک ربّ نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا فرمائیں کہ ہم شمار نہیں کر سکتے..... وہی وحدہٗ لاشریک ربّ ہماری ساری ضرورتیں پوری کرے..... وہ اکیلا ساری کائنات کا حقیقی خالق و مالک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور اُس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ اُس سب سے زیادہ غیرت والے ''حقیقی بادشاہ'' نے شرک کو ناپسند فرمایا ہے اور اسے ''ظلم عظیم'' قرار دیا ہے اور اِسی لئے اپنے قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ شرک کے گناہ کو نہیں بخشے گا۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا

(سورۃ النسآء:۱۱۶)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے بخش دے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا''۔

اللہ ﷻ نے سورہ المائدہ میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ؕ
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

(سورۃ المآئدۃ:۷۲)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔

لہٰذا ہمیں خود بھی شرک سے بچنا ہے اور دوسروں کو بھی اس ظلم عظیم سے بچانا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں شرک وکفر وبدعات اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین

عقیدہ 2

اللہ تعالیٰ شانہٗ بے مثل ہے

کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مثل نہیں ہے۔

تشریح: کائنات کی کوئی چیز بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات، صفات، اسماء، افعال اور احکام میں اُس کی مثل نہیں ہے۔ جو باتیں مخلوق کے خصائص میں سے ہیں ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ثابت نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی مخلوق کے کسی وصف کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کسی وصف کے مثل قرار دیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾

(سورہ شوریٰ: ۱۱)

ترجمہ: کوئی چیز اُس کے مثل نہیں اور وہی ہر بات کا سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا اور سنتا ہے، مگر اُس کا دیکھنا، سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ اُس کی ذاتِ عالی میں سب کمالات ہیں، لیکن کوئی کمال ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جاسکے، کیونکہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں، وہ مخلوق کی مشابہت ومماثلت سے پاک، مقدس اور منزہ ہے، پھر اُس کی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ میں آئے۔

(بحوالہ تفسیر عثمانی)

عقیدہ 3

اللہ ﷻ قادرِ مطلق ہے

اور نہ ہی کوئی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کو عاجز کرسکتی ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ کی قدرتِ کاملہ کی وجہ سے کائنات کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو اپنے ارادہ سے روک نہیں سکتی۔

اللہ تبارک وتعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴾

(سورہ فاطر: ۴۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالٰی ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے، وہ علم والا قدرت والا ہے۔

عقیدہ 4

اللہ ﷻ حقیقی معبود ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔

تشریح: یہ وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام رسولوں نے دعوت دی، جس کے اقرار سے انسان ظلمت کفر سے نکل کر نورِ ایمانی میں داخل ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ بھی اسی کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۶۳)

ترجمہ: اور (لوگو) معبود تم سب کا ایک (اللہ جل شانہٗ) ہی ہے، کوئی معبود نہیں اُس کے سوا، بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ہے۔

عقیدہ 5

اللہ ﷻ کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء

اللہ سبحانہٗ وتعالٰی قدیم ہے، اُس کی کوئی ابتداء نہیں، وہ دائم ہے اُس کی کوئی انتہا نہیں۔

تشریح: اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کے وجود کی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہا، کیونکہ جس چیز کے وجود کی ابتداء اور انتہا ہو وہ مخلوق ہے، جبکہ اللہ جل شانہٗ قدیم اور خالق ہے، لہٰذا اُس کے وجود کی ابتداء اور انتہا نہیں ہو سکتی۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ﴾ (الحدید: ۳)

ترجمہ: وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اے اللہ! آپ ہی اوّل ہیں، آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ ہی آخر ہیں، آپ کے بعد کوئی چیز نہیں۔ (مسلم)

عقیدہ 6

اللہ ﷻ لا فانی ذات ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات نہ فنا ہوگی اور نہ ختم ہوگی۔

تشریح: ساری مخلوق کو فنا ہے، ساری مخلوق اللہ جل جلالہٗ کے امر سے ایک دن ختم ہوگی لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اُسے فنا نہیں ہے اور نہ ہی وہ ختم ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط (القصص: ۸۸)

ترجمہ: اُس (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

یعنی ہر چیز اپنی ذات سے معدوم ہے اور تقریباً تمام چیزوں کو فنا ہونا ہے، خواہ کبھی ہو، مگر اُس کا منہ یعنی وہ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) نہ کبھی معدوم تھا، نہ کبھی فنا ہوسکتا ہے۔ (بحوالہ: تفسیر عثمانی)

عقیدہ 7

اللہ ﷻ کا ارادہ

اس جہاں میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چاہتا ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴾ (الحج: ۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے۔

عقیدہ 8

عقل اللہ ﷻ کا احاطہ نہیں کرسکتی

خیالات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے

اور نہ ہی عقل اُس کا ادراک کرسکتی ہے۔

تشریح: مخلوق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ عالی کا ادراک نہیں کرسکتی، ہم تو اللہ جل شانہٗ کو اُس کی صفات کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾ (طٰہٰ:۱۱۰)

ترجمہ: اور وہ (اپنے) علم کے ساتھ اللہ جل شانہٗ (کے علم) پر احاطہ نہیں کرسکتے۔

اللہ جل شانہٗ کا علم سب کو محیط ہے، لیکن انسانوں کا علم اُس کو یا اُس کی معلومات کو محیط نہیں ہے۔

عقیدہ 9

اللہ ﷻ مخلوق کے مشابہ نہیں ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہے۔

تشریح: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ مخلوق کے کسی وصف کے ساتھ مشابہ نہیں اور مخلوق میں سے کوئی اپنے وصف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مشابہ نہیں جس پر ایک دوسرے کو قیاس کیا جاسکے یا ایک دوسرے کے مشابہ قرار دیا جاسکے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ (سورہ شوریٰ:۱۱)

ترجمہ: اُس (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔

عقیدہ 10

اللہ ﷻ موت اور نیند سے پاک ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ زندہ ہے اُسے موت نہیں آئے گی، وہ محافظ ہے اُسے نیند نہیں آتی۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ کی حیات ابدی ہے، کبھی موت کے ذریعے ختم نہ ہوگی، جیسا وہ ہمیشہ ہے کبھی عدم طاری نہ ہوگا، وہ ذاتِ عالی کائنات کا مدبر ہے، اُس ذاتِ عالی پر نیند اور اونگھ کی غفلت طاری نہیں ہوتی، عالم کا قیام اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ خود قائم ہے، دوسروں کو قائم فرمانے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ﴾

(البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ (ایسا معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ ہمیشہ رہنے والا، اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

عقیدہ 11

اللہ ﷻ خالق و رازق ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ساری کائنات کا خالق ہے، اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے، وہ سب کا رازق ہے اُسے اس میں کوئی مشقت نہیں ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ ساری کائنات کا خالق اور موجد ہے، حالانکہ اللہ پاک اس کا محتاج نہیں تھا، یعنی اس کو مخلوق کو پیدا کرنے کی اس طرح کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح اللہ جل شانہٗ تمام مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے، اس روزی رسانی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو نہ تو کوئی مشقت ہے، نہ ہی اللہ پاک اس پر کسی سے کوئی عوض مانگتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾ (الذاریات: ۵۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا زور آور (اور) مضبوط ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ﴾ (سورہ محمد: ۳۸)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم (سب اُس کے) محتاج ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ نے روایت کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّلین اور آخرین، انسان اور جنات، سب متقی اور پرہیزگار بن جائیں، اس سے میری بادشاہت وحاکمیت میں ذرّہ برابر اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّلین اور آخرین، انسان و جنات، فاسق وفاجر بن جائیں، اس سے میری عظمت وبڑائی میں ذرّہ برابر کمی نہیں آئے گی، اگر تمام اوّلین وآخرین، انسان اور جنات ایک جگہ کھڑے ہوکر اپنی اپنی مرادیں مانگیں اور میں ہر ایک کو اُن کی مرادیں پوری کرُوں، اس سے میرے خزانہ میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی، جتنی بھرے سمندر میں سوئی ڈالنے سے اس کے ناکے میں آتا ہے۔ (مسلم شریف)

عقیدہ 12

زندگی اور موت اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سب کو بلا کسی خوف وخطر کے دینے والا ہے اور سب کو بلا کسی مشقت کے دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔

تشریح: اللہ جل جلالہٗ تمام مخلوق پر موت طاری فرماتا ہے، اس بارے میں کسی فرد یا قوت سے خوف زدہ نہیں ہوتا، نیز قیامت کے روز سب کو دوبارہ زندہ فرمائے گا، دوبارہ زندہ فرمانے میں کسی قسم کی کوئی مشقت اور تکلیف نہ ہوگی، بلکہ دوبارہ زندہ کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے آسان ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ (سورہ یٰسٓ : ۸۱)

ترجمہ: بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے، کیوں نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے۔

عقیدہ 13

اللہ ﷻ کا وجود ازلی اور ابدی ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمیشہ سے اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قدیم ہے، مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اللہ جل شانہٗ کے کسی وصف میں اضافہ نہیں ہوا، وہ جملہ صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور اسی طرح ہمیشہ تمام صفات کے ساتھ متصف رہے گا۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ ہمیشہ سے تمام صفات کمال کے ساتھ متصف ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ تمام ذاتی اور فعلی صفات کے ساتھ قدیم ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کسی صفت میں اس طرح اضافہ نہیں ہوا کہ پہلے وہ صفت اُس کی ذاتِ عالی میں نہیں تھی اور بعد میں مخلوق کو ایجاد کرنے سے وہ صفت پیدا ہوئی، یا اضافہ ہوا، بلکہ اُس کی تمام صفات ازلی بھی ہیں اور ابدی بھی۔ اللہ جل شانہٗ کا ان صفات سے متصف ہونا بھی ازل سے ابد تک کے لئے ہے، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں کہ مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فلاں وصف کے ساتھ متصف ہوا ہے۔

عقیدہ 14

اللہ ﷻ ''خالق'' اور ''باری'' ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اپنے لئے ''خالق'' کا نام وضع نہیں کیا اور نہ ہی مخلوق کو معرض وجود میں لاکر ''باری'' کا نام اختیار کیا۔

تشریح: اللہ ﷻ ازل سے ہی ''خالق'' اور ''باری'' کی صفات سے متصف ہے۔ یعنی جب آسمان، زمین اور دیگر مخلوقات وجود میں نہیں آئی تھی، اُس وقت بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صفت ''خالق'' اور صفت ''باری'' کے ساتھ متصف تھا، اب وجود میں آنے کے بعد بھی تاابد متصف ہے اور متصف رہے گا۔

عقیدہ 15

اللہ ﷻ حقیقی پالنہار ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بغیر کسی مربوب (پالنے والے) کے بھی ''رب'' ہے، وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کے بغیر بھی ''خالق'' ہے۔

تشریح: اللہ ﷻ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے صفت خالقیت کے ساتھ متصف ہے، اسی طرح مربوب کے پائے جانے سے پہلے سے ہی صفت ''ربوبیت'' کے ساتھ متصف ہے۔

عقیدہ 16

اللہ ﷻ کی صفت احیاء ہمیشہ سے ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جیسے مُردوں کو زندہ کرنے کے بعد محی (زندہ کرنے والا) کہلاتا ہے، ایسے ہی وہ زندہ کرنے سے پہلے بھی اس نام کا مستحق ہے، اسی طرح وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی خالق کے نام کا استحقاق رکھتا ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ برزخ میں اور قیامت کے روز مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے بعد ''محی'' (زندہ کرنے والا) کہلاتا ہے، بعینہٖ وہ زندہ کرنے سے پہلے بھی اس نام کا مستحق ہے، اسی طرح وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ''خالق'' ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴾

(الروم: ۵۰)

ترجمہ: بے شک وہ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عقیدہ 17

اللہ ﷻ کی صفات ازلی ہونے کے دلائل

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اُس کی محتاج ہے، ہر کام اُس کے لئے آسان ہے، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، اُس کا کوئی مثل نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تشریح: اس عقیدہ میں جو اللہ جل شانہٗ کے لئے صفات ازلی ثابت کئے گئے ہیں، اس کی دلیل ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے، اُس کا ہر چیز پر قبضہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ جل شانہٗ ایسا بے نیاز بادشاہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز اُس کی محتاج ہے، کسی کا کام اُس کی مرضی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے، وہ ہر قسم کے عیب اور شرک سے پاک ہے۔ وہ ایسا زبردست طاقت والا ہے "سمیع اور بصیر" ہے، سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھ رہا ہے۔

عقیدہ 18

مخلوق کو اپنے علم سے پیدا فرمایا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا فرمایا۔

تشریح: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسا حقیقی خالق و مالک اور زبردست طاقت وقدرت والا اور کامل علم والا ہے کہ اُسی نے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا، اُس کے سوا کوئی پیدا فرمانے والا نہیں، وہ ذاتِ عالی اپنی مخلوق کے تمام حوائج اور ضروریات سے واقف اور باخبر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ساری مخلوقات کے بارے میں مکمل علم (مدت حیات، انجام وغیرہ) اُن کی تخلیق سے پہلے سے حاصل ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ﴾ (الملک: ۱۴)

ترجمہ: بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے) آگاہ ہے۔

عقیدہ 19

تقدیر کا مقرر ہونا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں مقرر ومعین فرمادیں۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ نے مخلوق کو پیدا فرما کر ہر ایک کے لئے قدریں متعین فرمادیں۔ مخلوق کی مدت، رزق، عزت، ذلت، کامیابی، ناکامی، فنا، زوال وغیرہ اللہ جل شانہٗ کے علم میں ہر ایک کے لئے ایک اندازہ اور مقدار متعین ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴾

(القمر: ۴۹)

ترجمہ: ہم نے ہر چیز اندازہ کے ساتھ پیدا کی ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ﴾

(آل عمران: ۱۴۵)

ترجمہ: اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مر جائے (اُس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم شریف)

عقیدہ 20

مخلوق کے لئے اجل مقرر فرمادی

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق کے لئے اجل (آخری وقت) مقرر فرمادی۔

تشریح: مخلوق میں سے ہر چیز فنا ہوگی اور ان کی فنائیت کا وقت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مقرر ہے، اس میں تاخیر نہیں ہوسکتی، جیسے ہی کسی چیز کا مقررہ وقت آجائے گا، وہ چیز بلا تاخیر فنا ہو جاتی ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴾(سورہ انعام:۲)

ترجمہ: اور ایک مدت اُس کے ہاں مقرر ہے، پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴾ (الرعد:۳۸)

ترجمہ: ہر (حکم) قضاء (کتاب) میں مرقوم ہے۔

عقیدہ 21

اللہ ﷻ علیم وخبیر ہے

مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں تھی اور لوگوں کو پیدا کرنے سے پہلے وہ جانتا تھا کہ لوگ اپنی زندگی میں کیا کچھ عمل کریں گے۔

تشریح: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جس طرح مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اُن کے ہر عمل سے واقف ہے، اسی طرح اُن کو پیدا کرنے سے پہلے ہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو علم تھا کہ یہ دُنیا میں آنے کے بعد کس قسم کے اعمال کریں گے۔ کون کیا اور کیسا عمل کرے گا؟ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾

(التغابن:۲)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے، کوئی مؤمن اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے دیکھتا ہے۔

عقیدہ 22

اللہ ﷻ کی اطاعت بہت ضروری ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی طاعات کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے منع فرمایا۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ نے انسان کو بیکار پیدا نہیں فرمایا، بلکہ اُس کو احکام کا مکلف بنایا ہے، بعض کاموں (معروفات) کے کرنے کا حکم فرمایا، بعض کاموں (منکرات) سے منع فرمایا، ان دونوں اُمور کو جاننے

کے لئے شریعت کا علم ضروری ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾

(الذاریات:۵۶)

ترجمہ: اور ہم نے بنایا جنوں اور انسانوں کو تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

عقیدہ 23

تقدیر اور مشیتِ الٰہی کا بیان

کائنات کی ہر چیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تقدیر اور مشیت کے مطابق چلتی ہے،اس جہان میں اسی کی مشیت نافذ العمل ہے۔بندوں کی کوئی مشیت نہیں،مگر جو ان کے لئے اللہ جل شانہٗ نے چاہا،جو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ اس کائنات کا حقیقی خالق اور حقیقی مالک ہے،وہ چیزوں کا بھی خالق و مالک ہے اور حالات کا بھی خالق و مالک ہے۔کائنات میں نفع ونقصان،خوشی وغمی،راحت ومصیبت،عزت و ذلت،فقر وغناء،کامیابی و ناکامی،صحت و بیماری،موت وحیات..... جو کچھ بھی حالات ظہور پذیر ہوتے ہیں،سب اللہ جل جلالہٗ کے ارادہ اور مشیت کے تحت ہوتے ہیں،اس میں بندوں کی مشیت کا دخل نہیں،جو اللہ پاک چاہتا ہے وہی ہوتا ہے،جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔کافر کا کفر،فاسق کا فسق..... تقدیرِ الٰہی کے مطابق ہے،اسی کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت ہے۔کافر کا کفر مرادِ الٰہی تو ہے،مگر اس کے ساتھ رضاءِ الٰہی وابستہ نہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

(التکویر:۲۹)

ترجمہ: اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ﴾ (الزمر:۷)

ترجمہ: اور وہ (اللہ جل شانہٗ) اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا۔

عقیدہ 24

اللہ تعالیٰ کا فضل اور عدل

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے حفاظت فرماتا ہے اور عافیت دیتا ہے اور عدل وانصاف کی بناء پر جسے چاہتا ہے گمراہ، رسوا اور آزمائش میں مبتلا کردیا ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ زبردست قوت وطاقت والا ہے، اُس کا کائنات کی ہر چیز پر قبضہ ہے، خالق ومالک بھی وہی ہے اور ہر چیز پر قادر بھی وہی ذاتِ عالی ہے۔اس دُنیا میں آج تک جو کچھ ہوا وہ اللہ جل شانہٗ کے چاہنے سے ہوا ہے، جو کچھ ہورہا ہے وہ اللہ پاک کے چاہنے سے ہورہا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ بھی اللہ پاک کے چاہنے سے ہوگا۔وہ نہیں ہوگا جو دُنیا کے بادشاہ چاہیں گے، بلکہ وہ ہوگا جو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے گا، وہ اکیلا حقیقی بادشاہ اور شہنشاہِ کائنات ہے۔دُنیا میں جو چیز وجود میں آتی ہے وہ اللہ جل شانہٗ کے ارادہ اور مشیت سے آتی ہے، البتہ بندوں کو کسب کا اختیار اللہ پاک نے عطا فرمایا ہے اور یہی مدارِ تکلیف ہے۔اب کسی کو ہدایت دے، گناہوں سے حفاظت فرمائے، عافیت کی زندگی عطا فرمائے، یہ سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے۔اگر اس کے برعکس معاملہ فرمائے، مصائب میں گرفتار فرمائے، گمراہ کرے، سزا دے، یہ سب اللہ جل جلالہٗ کے عدل کا تقاضا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم اور اُس کی رحمت کی کوئی حد نہیں، اللہ پاک کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا ﴾

(السجدہ:۱۳)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔

عقیدہ 25

ابتلاء اور آزمائش کا ضابطہ

تمام لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مشیت کے تحت اُس کے فضل وکرم اور عدل وانصاف کے مابین زندگی کے مختلف مسائل سے دوچار رہتے ہیں۔

تشریح: ''فضل'' کے معنی ہیں کہ بغیر استحقاق دینا.....اور ''عدل'' کے معنی مساوات اور برابری کے ہیں، جس

میں نہ کمی ہو، نہ زیادتی۔ بندوں پر جو مصائب وغیرہ آتے ہیں، یہ عدل ہے..... اور نعمت کا فیضان جس کسی شکل میں ہو، یہ اللہ جل شانۂ کا فضل ہے۔

عقیدہ 26

اللہ ﷻ ہمسروں اور شرکاء سے بلند و بالا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمسروں اور شرکاء سے بہت بلند تر ہے۔

تشریح: اللہ جل جلالہٗ اکیلا اس کائنات کا حقیقی بادشاہ ہے، نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مثل، وہی اکیلا عبادت کے لائق ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ عالی ایسی عظیم ترین، اعلیٰ وارفع، بلند و بالا اور عظمت و بڑائی والی ہے کہ وہ ہر قسم کے عیب اور شرک سے پاک ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرۃ: ۲۲)

ترجمہ: پس کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ (سورہ اخلاص: ۴)

ترجمہ: اور اُس (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

عقیدہ 27

اللہ ﷻ کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قضا و قدر کو کوئی ٹال نہیں سکتا، اُس کے حکم کو کوئی ہٹا نہیں سکتا اور اُس کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

تشریح: اللہ جل شانۂ زبردست قوت اور طاقت والا ہے اور ساری مخلوقات اُس کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور کوئی چیز اُس کے حکم کو مؤخر نہیں کرسکتی اور کوئی چیز اُس کے فیصلہ پر غالب نہیں آسکتی، بلکہ ہر چیز وقت مقررہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق ہوگی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

تکوینی حکم اور فیصلہ اٹل ہے، وہ ہر ایک کے فیصلہ پر غالب آتا ہے، اللہ پاک کے فیصلہ پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔
اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ ﴾

(الفاطر: ۲)

ترجمہ: ''اللہ جل شانہٗ اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اُس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کردے تو کوئی اُس کو کھولنے والا نہیں''۔

عقیدہ 28

ہر چیز منجانب اللہ ﷻ ہوتی ہے

ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یقین کامل ہے کہ ہر چیز منجانب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہوتی ہے۔

تشریح: مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ کرنے والی ذاتِ عالی اللہ جل شانہٗ کی پاک ذات ہے، سب کچھ تقدیرِ الٰہی اور اُس کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں اسی کا اقرار کیا کہ ہم ان مذکورہ تمام عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور ان پر کامل ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔

عقیدہ 29

رسول اللہ ﷺ پر ایمان

حضرت محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص بندے اور اُس کے منتخب نبی، اور اُس کے محبوب رسول ہیں۔

تشریح: اس عقیدہ کے بارے میں امام طحاوی رحمۃ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وَاَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهُ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيُّهُ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى

دلائل الخیرات میں ''مصطفیٰ'' کے معنی چنے ہوئے (منتخب) اور ''مجتبیٰ'' کے معنی برگزیدہ کے ہیں، جبکہ سبل الہدیٰ میں ''مرتضیٰ'' کے معنی پسندیدہ اور اللہ کے محبوب کے ہیں۔ یعنی حضور اقدس ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص بندے، اُس کے منتخب نبی اور اُس کے پسندیدہ (محبوب) رسول ہیں۔

الحمدللہ! اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے مقام اور آپ ﷺ کی شان کے بارے میں خالق کائنات

اپنے قرآن مجید میں فرما رہا ہے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح: ۴)

ترجمہ: اور (اے محبوب ﷺ) ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو بلند کیا۔

میری امت مسلمہ سے اپیل ہے کہ ہم فروعی اختلافات کی بحث سے گریز کریں، تاکہ یہ اختلافات ''رحمت'' کی بجائے ''زحمت'' نہ بن جائیں، کیونکہ مسلمان سے لڑائی کرنا حرام ہے۔ ہم اپنے آقا حضور اقدس ﷺ کے مقام کو پہچانیں، آپ ﷺ کی اتباع کریں اور آپ ﷺ کے پاک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقش قدم پر چلیں..... یہی اہل سنت والجماعت کا اور نجات کا واحد راستہ ہے۔

اسلامی عقائد کے لحاظ سے یہ امر بہت ضروری ہے کہ ''اللہ کو اللہ'' مانا جائے اور ہر قسم کے شرک سے اجتناب کیا جائے ..... حضور اقدس ﷺ پر ایسا ایمان لایا جائے، جیسا کہ آپ ﷺ کے جانثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ ﷺ پر ایمان لائے..... یہی کامیابی اور نجات کا راستہ ہے..... اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

امت مسلمہ میں دیوبندی اور بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے، یہ دونوں فریق ''اہل سنت والجماعت'' کے تمام اُصول وفروع میں متفق ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعینؒ اور آئمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل ہیں۔ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تک سب اکابر کے عقیدت مند ہیں اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو سعادتِ دارین جانتے ہیں۔

اِن دونوں فریق کے درمیان جن نکات میں اختلاف ہے، وہ مندرجہ ذیل چار ہیں:

1. حضور اقدس ﷺ نور ہیں یا بشر؟
2. حضور اقدس ﷺ عالم الغیب ہیں یا نہیں؟
3. حضور اقدس ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں یا نہیں؟
4. حضور اقدس ﷺ مختار کل ہیں یا نہیں؟

اسلامی عقائد کے لحاظ سے حق اور سچ کیا ہے؟

ذیل میں مندرجہ بالا اختلافات کی وضاحت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ربّ ہمیں کامل ہدایت عطا فرمائے، امت مسلمہ کو صحیح حسن بصیرت عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

1. کیا حضور اقدس ﷺ نور ہیں یا بشر؟

خاتم النبیین، امام المتقین، سیّد المرسلین، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس نہ صرف نوع بشر میں داخل ہیں، بلکہ افضل البشر ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات نہ صرف انسان ہیں بلکہ نوع انسان کے سردار ہیں، آپ ﷺ نہ صرف حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے ہیں بلکہ آدمؑ اور اولادِ آدمؑ کے لئے سرمایہ صد افتخار ہیں۔

(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا)

میرے عقیدے میں ''حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی''۔ اس میں اُمت مسلمہ کو لڑائی، جھگڑا سے گریز کرنا چاہئے، کیونکہ مسلمان سے لڑائی کرنا حرام ہے۔ اس حقیقت کو سمجھا جائے کہ ''بشر اور انسان'' دونوں ہم معنی لفظ ہیں اور ''بشریت'' کی نفی کے معنی حضور اقدس ﷺ کو (نعوذ باللہ) دائرہ انسانیت سے خارج کرنا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بنی نوع انسان میں سے ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تمام اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ صرف نوع انسان ہی میں سے اللہ جل شانہٗ نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ اہل سنت کے عقائد کی مشہور کتاب ''شرح عقائد نسفی'' میں رسول کی تعریف یہ کی گئی ہے:

اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ لِتَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ وَالْاَحْكَامِ

ترجمہ: رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات اور احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں: ''آپ ﷺ اللہ کے نور میں سے نور تھے جو لباسِ بشریت میں جلوہ گر ہوئے''..... اور بعض کہتے ہیں کہ ''احد'' اور ''احمد'' میں صرف ''میم'' کا پردہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ بعینہٖ وہی عقیدہ ہے جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں رکھتے ہیں کہ وہ خدا تھے جو لباسِ بشریت میں آئے۔ اسلام میں ایسے لغو اور باطل عقائد کی گنجائش نہیں ہے۔ پہلی امتوں نے اسی قسم کے غلو سے اپنے دین کو برباد کیا تھا اور حضور اقدس ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں بھی اسی غلو کا اندیشہ تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو ہدایت فرمائی..... اور فرمایا!

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میری مدح و توصیف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو، جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملے میں کیا، بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، پس یہ کہو، اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔ (شمائل ترمذی)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو تمام فرشتوں میں خاص فضیلت حاصل ہے، وہ سفرِ معراج میں حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ تھے ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے ربّ کی طرف چلنے کے سفر میں (سفرِ معراج میں) میرے ساتھ رہے، یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچ کر (حضرت جبرئیل علیہ السلام) رُک گئے (اور میرے سے علیحدہ ہونے لگے)۔ میں نے پوچھا! جبرائیل! کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے؟ انہوں نے کہا! یارسول اللہ (ﷺ)! اگر میں اِس مقام سے آگے بڑھوں گا، تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ کا سفرِ معراج)

اس ارشادِ مقدس کی روشنی میں صحیح عقیدہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس اپنے کمالات وخصوصیات میں تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ واشرف ہیں، کوئی آپ ﷺ کے مثل نہیں اور آپ ﷺ کی ذاتِ برکات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں ..... یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی سچا عقیدہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

2. کیا حضورِ اقدس ﷺ عالم الغیب ہیں یا نہیں؟

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ''علمِ غیب'' کسے کہتے ہیں؟

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر ''مدارک'' میں لکھا ہے:

ترجمہ: یعنی ''غیب'' اُن چیزوں کو کہا جاتا ہے، جن پر کوئی دلیل قائم نہیں اور نہ کسی مخلوق کو ان کی اطلاع ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ کو اللہ جل شانہٗ نے وہ علوم عطا فرمائے جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطا نہیں کیے گئے، بلکہ تمام اولین وآخرین کے علوم حضورِ اقدس ﷺ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات وصفات، گذشتہ اور آئندہ کے بے شمار واقعات، برزخ اور قبر کے حالات، میدانِ محشر کے نقشے، جنت ودوزخ کی کیفیت ..... الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس (ﷺ) کے شایانِ شان ہیں، وہ سب آپ ﷺ کو عطا کیے گئے اور ان کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے ..... اِسی طرح ہمارا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں سب سے زیادہ عقل وشعور، فہم وفراست اور علوم ومعارف حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہیں اور

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے یہ نعمت سب سے زیادہ سیّدالانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ آپ ﷺ فہم وفراست اور عقل وذکاوت میں تمام مخلوق پر فائز ہیں، پوری دُنیا کے عقلمندوں میں آپ ﷺ سب سے زیادہ عقل والے ہیں۔ عوارف میں منقول ہے کہ عقل کے **100** جز ہیں، اس میں **99** جز حضور اقدس ﷺ کو عطا فرمائے گئے، باقی ایک جز تمام انسانوں کو دیا گیا۔ (بحوالہ: سبل الھدیٰ، جلد ۷، ص ۳)

حق اور سچ یہ ہے کہ

''جس طرح ساری مخلوقات کے علوم کو حضور اقدس ﷺ کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں یہی حیثیت آپ ﷺ کے علوم کی اللہ ﷻ کے علم محیط کے مقابلے میں ہے''۔

صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چڑیا کو دریا کے کنارے پانی پیتے ہوئے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں میرے اور آپ کے علم کی مثال اُس قطرے کی ہے جو اِس چڑیا نے اِس دریا سے کم کیا ہے''۔

(صحیح بخاری، جلد ۲، ص ۶۸۸)

یہ مثال بھی محض سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ جل شانہٗ کے غیر محدود علم کے ساتھ کیا نسبت؟ (حاشیہ صحیح بخاری، جلد ۱، ص ۴۸۲)

قرآن مجید میں جگہ جگہ ''**عالم الغیب**'' کا لفظ اللہ جل شانہٗ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور کئی مقامات پر حضور اقدس ﷺ کے ''عالم الغیب'' ہونے کی نفی فرمائی گئی ہے۔

قرآن مجید کی سورہ النحل میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النمل: ٦٥)

ترجمہ: (آپ ﷺ) فرما دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی مخلوق بھی موجود ہے، اِن میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا غیب نہیں جانتا اور ان کو خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور اقدس ﷺ غیب جانتے تھے، اِس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا۔ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۱)

تمام آئمہ اہل سنت اور آئمہ احناف کا یہی مسلک ہے کہ اللہ جل شانۂ کے سوا کسی کو ''عالم الغیب'' کہنا صحیح نہیں ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے:

''جس شخص نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کیا اور یہ کہا کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا''۔

(بحوالہ: فتاویٰ عالمگیری، جلد۲، ص ۲۶۶)

اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے حضور اقدس ﷺ کو ''عالم الغیب'' سمجھا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

(بحوالہ: اختلافِ امت اور صراط مستقیم)

جن اُمور کا علم حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی عطا کر دیا جاتا ہے، یا جو چیزیں اولیاء کرام کو بذریعہ الہام یا کشف معلوم ہو جاتی ہیں، ان پر ''غیب'' کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہٰذا قرآن مجید، حدیث نبوی ﷺ اور فقہ حنفی کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو ''عالم الغیب'' کہنا صحیح نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے علوم مبارکہ اس قدر ہیں کہ ان کی وسعت کا اندازہ کسی انسان، کسی جن اور کسی فرشتے کو نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات اللہ کے برگزیدہ بندے اور اُس کے رسول ہیں، یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی سچا عقیدہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

3. کیا حضور اقدس ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر یا نہیں؟

سب سے پہلے ''حاضر و ناظر'' کا مطلب سمجھ لینا ضروری ہے۔ یہ دونوں الفاظ عربی زبان کے ہیں، جن کے معنی ہیں ''موجود اور دیکھنے والا''۔ جب اِن دونوں الفاظ کو ملا کر استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہے:

''وہ شخصیت جس کا وجود کسی خاص جگہ میں نہیں، بلکہ اُس کا وجود بیک وقت ساری کائنات کو محیط ہے اور کائنات کی ایک ایک چیز کے تمام حالات اوّل سے آخر تک اِس کی نظر میں ہیں''۔

حاضر و ناظر کا یہ مفہوم صرف اللہ جل شانۂ کی ذاتِ عالی پر صادق آتا ہے اور یہ صرف اُسی وحدہٗ لاشریک لہٗ

ہی کی شان ہے۔اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی دوسری شخصیت کے لئے حاضر وناظر سمجھنا غلط عقیدہ ہے۔

بعض لوگ نہ صرف حضور اقدس ﷺ کے بارے میں، بلکہ تمام اولیاء اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہوتے ہیں، حیرت کی بات ہے کہ ایسے لوگ بغیر کسی دلیل شرعی کے کتنی فیاضی سے اللہ جل شانہٗ کی صفات اُس کی مخلوق میں تقسیم کرتے پھرتے ہیں، حالانکہ آئمہ اہل سنت کے نزدیک ہر جگہ حاضر وناظر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے:

ترجمہ: ''ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ بزرگوں کی ارواح حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں، ایسا شخص کافر ہے''۔

(بحوالہ: بزازیہ بر حاشیہ عالمگیری، جلد ۶، ص ۳۲۶)

لہٰذا اہل سنت والجماعت کا صحیح عقیدہ یہی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا مخلوق میں سے کوئی نبی، ولی یا پیر ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہے۔حضور اقدس ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے اور اُس کے رسول ہیں، یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی سچا عقیدہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ

4. کیا حضور اقدس ﷺ مختارِ کل ہیں یا نہیں؟

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ''مختارِ کل'' سے کیا مراد ہے؟

بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بھی بڑی شد ومد سے پیش کیا ہے کہ اِس کارخانہ عالم کے متصرف ومختار حضور اقدس ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اختیارات عطا کردیئے ہیں، اس لئے بعض لوگ حضور اقدس ﷺ کو ''مختارِ کل'' کا خطاب دیتے ہیں۔حق اور سچ کیا ہے.....؟

قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ اور عقائد اہل سنت میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے اِس کائنات کے کُل یا بعض اختیارات حضور اقدس ﷺ کو یا کسی اور کو دیئے ہیں۔اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور اِس میں اللہ پاک کا کوئی شریک

نہیں۔ نفع ونقصان، عزت وذلت، صحت وبیماری اور موت وحیات سب اُسی کے ہاتھ میں ہے، یہی وجہ ہے کہ سیّدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ہمارے آقا حضرت محمدﷺ تک سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں التجائیں اور دُعائیں کرتے اور اُسی کو ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک سمجھتے رہے ہیں، یہی حال تمام اکابر اولیاء اللہ کا ہے۔ کسی نبی یا ولی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اُن کا کائنات میں تصرف کا حق دے دیا گیا ہے۔ خود حضور اقدسﷺ کا اس بارے میں جو عقیدہ تھا، وہ یہ ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور اقدسﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا!

”اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اُس کو اپنے سامنے پائے گا اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جن مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ ساری جماعت اگر تجھے نفع پہنچانے پر جمع ہو جائے تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی، سوائے اُس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر ساری جماعت تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے“۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۴۵۳)

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بے شک مخلوق عاجز اور عدم محض ہے، نہ ہلاکت ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ ملک، مالداری ان کے قبضہ میں ہے، نہ فقر، نہ نقصان ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے پاس کوئی ملک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے، نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے، نہ روکنے والا، نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے، نہ اُس کے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے، نہ موت“۔ (بحوالہ: الفتح الربانی، مجلس نمبر **61**)

حق اور سچ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی ”مختار کل“ نہیں ہے۔ حضور اقدسﷺ اللہ وحدہٗ لاشریک کے برگزیدہ بندے اور اُس کے رسول ہیں، یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی سچا عقیدہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضور اقدس ﷺ اللہ جل شانہٗ کے (پسندیدہ) رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

(آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ:حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر فرمایا کہ اُنہی میں سے ایک پیغمبر (ﷺ) اُن میں بھیجا جو اُن کو اِس کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا، اور بے شک یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

حضور اقدس ﷺ کے معجزات سے بھی آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔آپ ﷺ کے بکثرت معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے،جو زمانہ نزول سے لے کر تا قیامت اپنی تمام تر کمالات اور خوبیوں کے ساتھ کلام الٰہی ہونے پر اور جس ذاتِ اقدس (خاتم الانبیا ﷺ) پر نازل ہوا،اُس کے رسول برحق ہونے پر گواہی دے رہا ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز سے زیادہ،حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہونی چاہئے۔حدیثِ پاک کا مفہوم ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا،جب تک اُس کو اُس کے ماں باپ،اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔(ترمذی)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ

عقیدہ 30

عقیدہ ختم نبوت

آپ ﷺ خاتم النبیین،امام المتقین،اور سیّد المرسلین اور ربّ العالمین کے محبوب ہیں۔

تشریح:

1. آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں،آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

ختم نبوت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ختم نبوت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴾

(الاحزاب : ۴۰)

ترجمہ: حضرت محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں

بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ اب نبوت منقطع ہو چکی ہے، لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا، نہ کوئی نبی۔ (ترمذی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت میں تیس (30) کذاب (بہت زیادہ جھوٹے) ظاہر ہوں گے، جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں (اللہ تبارک وتعالیٰ کا) آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ترمذی)

2. آپ ﷺ امام المتقین ہیں:

حضور اقدس ﷺ امام المتقین (تمام متقین کے امام) ہیں، یعنی اُمت میں سے جو متقی بننا چاہے، اُس پر آپ ﷺ کا اتباع لازم ہے، یعنی آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر کوئی متقی نہیں بن سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت اسی لئے ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے آپ ﷺ کی اقتداء کریں۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(آل عمران : ۳۱)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا ہے، جب تک اُس کی خواہشات میری لائی ہوئی

شریعت کے تابع نہ ہو جائیں ۔(بخاری شریف)

3. آپ ﷺ سیّد المرسلین ہیں:

حضور اقدس ﷺ سیّد المرسلین بھی ہیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے میں اُٹھوں گا اور سب سے پہلے سفارش کرنے والا اور وہ پہلا شخص جس کی سفارش قبول ہوگی''۔(مسلم شریف)

4. آپ ﷺ ربّ العالمین کے حبیب ہیں:

حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات اللہ جل شانہٗ کے حبیب ہیں، آپ ﷺ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے محبوب ہونے کے علاوہ خلیل بھی ہیں، جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیل اللہ ہیں۔آپ ﷺ کو صرف حبیب اللہ کہنا اور خلیل اللہ صرف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی سمجھنا، یہ غلط ہے۔

''خلیل'' کے معنی ، جس کی محبت روح اور دل کی گہرائی میں پیوست ہوگئی ہو، یہ محبت کا اعلیٰ مقام ہے، حضور اقدس ﷺ کو اللہ جل شانہٗ کے ہاں یہ مقام حاصل ہے۔

عقیدہ 31

آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی ہے

آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش پرستی ہے۔

تشریح: حضور اقدس ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن وحدیث کے صریح نصوص سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس قیامت تک کے لئے ساری انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اب قیامت تک جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ دعویٰ باطل ہوگا، ایسا دعویٰ کرنا ہی اس کے جھوٹے ہونے کی علامت ہے۔

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دیں کہ میں اپنی نبوت کی علامت پیش کروں، اس پر امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا!

''جو شخص اِس جھوٹے مدعیِ نبوت سے نبوت کی علامت طلب کرے گا، وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ حضور اقدس ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

(مناقب امام اعظمؒ)

عقیدہ 32

آپ ﷺ کی بعثت عمومی ہے

آپ ﷺ تمام جنات، انسان اور پوری کائنات کی طرف حق وصداقت، رشد وہدایت اور نور وضیاء کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ نے حضور اقدس ﷺ کو تمام اِنس وجن کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں، اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآ فَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا
وَّ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥

(سبا : ۲۸)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو سب انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اس بات کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

رحمۃ للعالمین پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

"اگر آج موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے تو اُن کو بھی میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا"۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایک موقع پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب (قربِ قیامت میں) تشریف لائیں گے تو وہ بھی قرآن مجید اور تمہارے نبی ﷺ ہی کے احکام پر عمل کریں گے۔ (معارف القرآن: جلد۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! قسم ہے اُس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اس اُمت کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے (یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت اُس کو پہنچ جائے) اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ (مسلم شریف)

عقیدہ 33

قرآن مجید پر ایمان

بلاشبہ قرآن مجید اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا کلام ہے، اُس کی ذاتِ عالی سے بغیر کسی کیفیت کے یہ کلام ظاہر ہوا اور اس کو آخری رسول، حضرت محمد ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل فرمایا، مؤمنین نے حق سمجھتے ہوئے اس کلام کی تصدیق کی اور انہوں نے اس بات کا یقین کیا کہ یہ حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کا کلام ہے، یہ مخلوق کے کلام کی طرح نہیں ہے، جس نے اسے سنا اور کہا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے تو اُس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے انسان کی مذمت کی ہے اور اُس کا عیب بیان کیا ہے اور اُسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب اسے واصل جہنم کروں گا''۔ (سورۃ المدثر:۲۶) اور چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''یہ تو انسان کا کلام ہے''۔ (سورۃ المدثر:۲۵) کہنے والے کو جہنم میں ڈالنے کی وعید سنائی ہے، اس لئے ہم نے اس حقیقت کو جان لیا اور یقین کر لیا کہ یہ خالقِ بشر (اللہ تعالیٰ) کا قول ہے اور یہ انسان کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ کی جہاں بیشمار صفات ہیں، انہیں میں سے ایک صفت کلام ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ متکلم ہے، مگر اس کا کلام ہمارے کلام کی طرح نہیں ہے، جیسے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذاتِ عالی بے مثال ہے، ایسے ہی اُس کی تمام صفات بے مثال ہیں۔ قرآن مجید اللہ پاک کا کلام ہے، جس پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے، اس کی کسی آیت پر، بلکہ کسی حرف کا انکار بھی کفر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تکلم فرمانے کی کیا کیفیت ہے؟ اس کا کیا طریقہ ہے، اس سے ہم ناواقف ہیں، ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی ہے، یہ مخلوق کے کلام کی طرح نہیں ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:۷۸)

ترجمہ: اور صبح کو قرآن پڑھا کرو کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:۲۰۴)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو صحیح تلفظ کے ساتھ خوبصورت آواز میں پڑھو۔

(ابوداؤد)

عقیدہ 34

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی وصف میں بشر کے مشابہ نہیں

جس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر انسانی اوصاف میں سے کسی وصف کے ساتھ کیا اُس نے کفر کا ارتکاب کیا، جس نے اس میں بنظر بصیرت غور کیا اُس نے نصیحت حاصل کی اور کفار کے اقوال ونظریات سے بچ نکلا اور اس حقیقت کو جان گیا کہ اللہ جل شانہٗ اپنی صفات کے ساتھ انسان کی طرح نہیں ہے۔

تشریح: اللہ جل شانہٗ کسی وصف میں بشر کے مشابہ نہیں اور کوئی بھی بشر کسی بھی وصف میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے مشابہ نہیں، اب اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بشری اوصاف میں سے کوئی وصف ثابت کرے تو یہ کفر ہوگا۔

عقیدہ 35

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار

اہل جنت کا اپنے پروردگار کو دیکھنا برحق ہے، لیکن یہ رویت بغیر کسی احاطہ اور کیفیت کے ہوگی، جیسا کہ ہمارے پروردگار کی کتاب نے ذکر کیا ہے، اس روز بہت سے چہرے پُررونق ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ (سورۃ القیامۃ: ۲۲، ۲۳) اس کی تفسیر وہی ہے جو اللہ جل شانہٗ کے ارادے اور علم کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں جتنی بھی حضور اقدس ﷺ کی صحیح احادیث وارد ہیں، وہ سب معتبر ہیں اور اُن کا مفہوم وہی ہے جس کا انہوں نے ارادہ فرمایا، ہم اپنی آراء کے ذریعہ تاویل کر کے اور اپنی خواہشات سے اس میں دخل نہیں دیں گے، اس لئے کہ انسان کا دین اسی صورت میں محفوظ رہ سکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے سپرد کر دے اور متشبہات کا علم علماءِ راسخین پر چھوڑے۔

تشریح: تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ جنت میں مؤمنین کو اللہ جل شانہٗ کا دیدار ہوگا۔ اسی طرح محشر میں بھی دیدار الٰہی ہوگا، اس پر بھی سب کا اتفاق ہے، البتہ یہ شرف کس کو حاصل ہوگا، اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(1) اہل ایمان کو

(2) اہل محشر مؤمنین اور کفار سب دیدار کریں گے،اس کے بعد سے کفار کو رؤیت حاصل نہ ہوگی۔

(3) مؤمنین کے ساتھ منافقین کو بھی رؤیت حاصل ہوگی، باقی کفار کو نہیں۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام:۱۰۳)

ترجمہ: اُس (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں کر سکتی۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آیت مبارکہ کا مطلب ہے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی، دنیوی آنکھوں میں وہ قوت ہی نہیں ہے، لیکن جہاں آخرت کا تعلق ہے، اللہ جل شانہٗ خود دیکھنے کی قوت پیدا فرمادیں گے، جس سے وہ دیدار کر سکیں گے۔ قرآن وحدیث کی صریح نصوص کی موجودگی میں رؤیت کا انکار نہ صراحۃ جائز ہے نہ تاویلا، بلکہ حضور اقدس ﷺ کا قول بلا شک وشبہ ماننا فرض ہے، اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ وہ اللہ جل شانہٗ کو معلوم ہے، بندوں کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ رؤیت کا عقیدہ پختہ کرتے ہوئے یا بیان کرتے ہوئے، خیال میں بھی یہ تصور نہ لائے کہ اللہ جل شانہٗ فلاں کی طرح ہوں گے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے مشابہ نہیں ہے، نہ کوئی اللہ جل شانہٗ کا مشابہ ہے، بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے شایانِ شان اہل جنت کو اپنا دیدار کروائے گا۔

عقیدہ 36

شکوک وشبہات سے اجتناب لازم ہے

اسلام کا قدم تسلیم اور استسلام پر جم سکتا ہے، لہٰذا جو شخص اس چیز کے جاننے کے درپے ہو جس سے اسے روکا جائے اور اس کی فہم تسلیم واطاعت پر قناعت نہ کرے تو اس کا مقصد اسے خالص توحید، شفاف معرفت اور صحیح ایمان سے روک دے گا، بلکہ وہ کفر وایمان، تصدیق وتکذیب اور اقرار وانکار کے درمیان رہے گا۔ اس کی حالت ہمیشہ وسوسوں میں مبتلا، حیران وپریشان ہو جائے گی، نہ تو وہ تصدیق کرنے والا مؤمن رہتا ہے اور نہ ہی تکذیب کرنے والا منکر۔

تشریح: یہاں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے استعارہ سے کام لیا ہے، مطلب یہ ہے کہ اسلام کے برقرار رہنے کے

لئے نصوص قرآن اور نصوص احادیث سے جو بات ثابت ہے، اس کو بلا کسی اعتراض کے مان لیا جائے اور اپنی رائے اور قیاس سے اس کے ساتھ معارضہ نہ کرے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو بھیج کر احسان فرمایا اور آپ ﷺ نے احکام پہنچا کر، اب ہمارا کام آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو ماننا ہے، گویا کہ تینوں کام اور حقوق واضح ہو گئے کہ ہمارے ذمہ ماننا اور تسلیم کرنا ہے، کیونکہ حضور اقدس ﷺ خطا سے معصوم ہیں، لہٰذا آپ ﷺ جو حکم ہوگا، وہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ہوگا ﴿ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴾ اور ہم پر اس کو تسلیم کر لینا لازم ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دین میں فساد تین راستوں سے آتا ہے:

(1) حکمران

دُنیا دار حکمران اپنی سیاست کی خاطر دین وشریعت پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں اور اپنی سیاست کو شریعت پر مقدم رکھتے ہیں۔

(2) بُرے علماء

علماء سوء.... جو دُنیا کی خاطر دین کو فروخت کرتے ہیں کہ دنیوی مال ومنصب کی خاطر شریعت میں غلط وفاسد تاویلات کرتے ہیں، حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے ہیں۔

(3) جاهل صوفی

جاہل صوفیاء جو تصوف کو شریعت سے جدا کرتے ہیں، اپنے اوہام اور باطل خیالات کی شیطانی وساوس سے دین میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ مثلاً بعض یہ کہتے ہیں کہ اب فلاں اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اس سے نماز اور دیگر عبادات ساقط ہو گئیں ہیں۔

(بحوالہ: شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

ایک مرتبہ ریل گاڑی میں، دورانِ سفر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور اُس نے کہا کہ میں نے جب سے مرشد پکڑا ہے، تب سے زمین پر سجدہ نہیں کیا، یعنی دِل میں نماز پڑھتا ہوں اور یہ نمازِ عشق ہے۔ ایسے صوفیوں سے بچا جائے۔ حالانکہ سب سے بڑی کرامت رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی سنت کا اتباع ہے۔

عقیدہ 37

دیدار الٰہی کے مستحق

اہل جنت کی رؤیت الٰہی پر ایمان کے بارے میں کسی کیفیت کا توہم کرنا (کہ اللہ جل شانہٗ اس شکل وصورت کے ہوں گے) یا خاص کیفیت کی تاویل کرنا دُرست نہیں، اس لئے رؤیت کی تاویل اسی طرح ہر اُس صفت کی تاویل جس کی نسبت ربوبیت کی طرف ہو، یہ ہے کہ تاویل کو چھوڑ دے اور تسلیم کرنے کو اپنے ذمہ لازم کرلے، اسی پر مسلمانوں کا اعتقاد ہے، جو شخص صفارت باری تعالیٰ کی نفی کرنے سے، یا کسی صفت میں (مخلوق کے ساتھ) تشبیہ سے نہ بچا، وہ راہِ حق سے پھسل گیا اور اس نے تنزیہ (اللہ تعالیٰ شانہٗ ہر قسم کے عیوب کی نفی) کا حق ادا نہیں کیا، اس لئے کہ ہمارا بلند و برتر پروردگار ایسی وحدانی اور انفرادی صفات کے ساتھ موصوف ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان صفات کے ساتھ متصف نہیں۔

تشریح: اہل جنت کو جب اللہ جل شانہٗ کی رؤیت ہوگی تو اس بارے میں اپنے خیالات سے کسی کیفیت کا وہم کرنا کہ اللہ پاک فلاں شکل وصورت میں ہوگا، یہ جائز نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان دو باتوں سے اجتناب نہ کرے، وہ گمراہ ہے:

1. اللہ جل شانہٗ سے صفات کی نفی کرنا، تاویل کے ذریعہ یا بلا تاویل، ثابت شدہ صفات کی نفی کفر ہے۔
2. اللہ جل شانہٗ کو کسی وصف میں مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا، مثلاً اللہ پاک کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہے، یہ بھی کفر ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورہ شوریٰ: ۱۱)

ترجمہ: اُس (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔

عقیدہ 38

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حدود وقیود اور ارکان واعضاء وآلات سے بالاتر ہے

اور نہ ہی عام اشیاء کی طرح جہات ستہ اس پر حاوی ہیں۔

تشـــریح: مخلوقات کوجہات ستہ گھیرے ہوئے ہوتے ہیں،جیسا کہ فوق (اوپر)،تحت (نیچے)،خلف پیچھے، قدام (آگے)،یمین (دائیں)،شمال (بائیں)،لیکن اللہ جل شانۂ مخلوق سے ہرلحاظ سے اعلیٰ وارفع اور ممتاز ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اللہ جل شانۂ خود جہات کا خالق ہےاور جہات مخلوق ہیں..... مخلوق خالق کا احاطہ کس طرح کرسکتی ہیں۔

اللہ جل شانۂ کی نہ کوئی ابتداء ہےاور نہ کوئی انتہا،وہ ہرقسم کی حدوداور قیود سے پاک ہے۔اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ ارکان سے منزہ ہے،کیونکہ رکن تو ماہیت کا جز ہوتا ہے،اللہ ﷻ احد اور صمد ذات ہے۔اللہ جل شانۂ اعضاءاور جوارح سے بھی پاک ہے،اُس کی ذاتِ عالی ازلی اورابدی ہے۔

جس طرح انسان دیکھنے کے لئے آنکھوں کامحتاج ہے،پکڑنے کے لئے ہاتھ کامحتاج ہے،سوچنے کے لئے دل ودماغ کامحتاج ہے..... اللہ جل شانۂ کواس طرح کے اسباب کی ضرورت نہیں،کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی احتیاج لازم آئے گی،جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی چیز کامحتاج نہیں۔

اللہ ﷻ کا ارشادہے:

﴿ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ﴾

(سورہ محمد:۳۸)

ترجمہ: اللہ بےنیاز ہےاورتم (سب اُس کے)محتاج ہو۔

اللہ ﷻ کاسورۃ الفتح میں ارشادہے:

﴿ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ﴾

(سورۃ الفتح:۱۰)

ترجمہ: اللہ کاہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اللہ ﷻ کاسورہ المائدہ میں ارشادہے:

﴿ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ﴾

(المائدہ:۱۱۶)

ترجمہ: جوبات میرے دِل میں ہےتو اُسے جانتا ہےاور جوتیرے ضمیر میں ہے اُسے میں نہیں جانتا۔

ان کا ہم اقرار کرتے ہیں، مگر اس کا علم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں، ان تمام چیزوں کو اللہ جل شانہٗ کی صفات کے طور پر قبول کرتے ہیں، ان کی کیفیات کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے، ہمیں نہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں لوازم بشریت میں سے ہیں، جبکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خالق کائنات ہے، وہ ذاتِ عالی بشری صفات سے منزہ ہے۔

عقیدہ 39

اسراء ومعراج پر ایمان

معراج برحق ہے، حضور اقدس ﷺ کو رات کے وقت سیر کرائی گئی ہے اور بیداری کے عالم میں آسمان کی طرف آپ ﷺ کے جسد اطہر کو اُٹھایا گیا، پھر بلندیوں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جہاں تک چاہا لے جایا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی منشاء کے مطابق آپ ﷺ کو عزت بخشی اور اپنے برگزیدہ بندے کی جانب وحی کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت نازل فرمائے دُنیا اور آخرت میں۔

تشریح: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس نقص وعیب اور ہر قسم کے ضعف وعجز سے پاک ہے جو بات ہمارے خیال میں بے انتہا عجیب معلوم ہو اور ہماری ناقص عقلیں اسے بے حد مستبعد سمجھیں، اللہ کی قدرت ومشیت کے سامنے وہ کچھ بھی مشکل نہیں، یعنی صرف ایک رات کے محدود حصہ میں اپنے مخصوص ترین اور مقرب ترین بندہ (محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا كَثِيرًا) کو حرم مکہ سے بیت المقدس تک لے گیا۔ اس سفر کی غرض کیا تھی؟

آیت مبارکہ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خود اس سفر میں یا ''بیت المقدس'' سے آگے کہیں اور لے جا کر اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان اور حکیمانہ انتظامات کے عجیب وغریب نمونے دکھلانے منظور تھے۔ سورہ نجم میں ان آیات کا کچھ ذکر کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور نہایت عظیم الشان آیات کا مشاہدہ فرمایا۔ علماء کی اصطلاح میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو ''اسراء'' اور وہاں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیاحت کو ''معراج'' کہتے ہیں اور بسا اوقات دونوں سفروں کے مجموعہ کو ایک ہی لفظ ''اسراء'' یا ''معراج'' سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ معراج کی احادیث تقریباً تیس صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہیں، جن میں اسراء ومعراج کے واقعات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جمہور سلف وخلف کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو حالتِ بیداری میں بجسدہ الشریف معراج ہوئی''۔ (بحوالہ تفسیر عثمانیؒ)